# Ramadan Quotes by

# Dr. Hasan Sohaib Murad

1) اللہ تعالی نے رمضان کا مہینہ کیوں بھیجا ہے؟ اللہ تعالی خود یہ بتاتا ہے کہ ہم نے تمہارے اوپر یہ رمضان کے روزے فرض کیے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے کی قوموں پر بھی فرض کیے تھے تاکہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اللہ سے ڈرو اور اس کا احساس اور شعور رکھو، اس کا خوف اور اس کی خشیت تمہارے دل پر حاوی رہے، اس لیے یہ اللہ تعالی نے رمضان کا مہینہ ہمارے اوپر فرض کیا ہے. ، جس کو معلوم ہو کہ اللہ ہے اور اللہ کی ذات ہے اور یہ کتاب اس کی طرف سے آئی ہے۔

2) روزے کا حکم آیا ہی اس وقت ہے جب اللہ تعالی نے امت کی تشکیل کا حکم دے دیا ہے، ایک امت کی ساخت کر دی، اس کا قبلہ ٹھہرا دیا، اس کے احکام اس کا نظام بتا دیا کہ یہ ایک خیر امت ہے اور یہ امت اس لئے ہے کہ یہ امر بالمعروف المنکر کا فریضہ انجام دے گی. یہ امت اس لئے نہیں بنائی ہے کہ یہ اس دنیا میں طاقت کو جمع کرکے لوگوں کا استحصال کرے گی، یہ امت اس لئے نہیں بنائی کہ یہ دوسروں کے اوپر حکمرانی کرے گی، یہ امت اللہ نے اس لئے بنائی ہے کہ یہ نیکی پھیلاے گی۔ اس کا جو چارٹر (Charter) ہے، اس کا جو مینڈیٹ(Mandate) ہے، اس کی جو

ابلیگیشن (Obligation)ہے وہ صرف یہ ہے کہ یہ نیکی پھیلائے گی برائیوں سے روکے گی

3) ۔ یہ امت ایک چراغ ہے۔ گویا یہ امت روشنی کا ایک ممبا ہے۔ گویا یہ امت دنیا کے اندر برائیوں کو سکیڑتی ہے، ان کو روکتی ہے اور بھلائیوں کو پھیلاتی ہے اور ان کو بلند کرتی ہیں۔ تو یہ اس امت کا فرض ہے۔ اس کام کے لیے، تیاری کے لیے ایک جذبہ بھی چاہیے، ایک محنت بھی چاہیے، اس کے لیے ایک انہماک بھی چاہیے۔ تو اللہ تعالی یہ فرماتا ہے کہ یہ جو روزے ہیں یہ اس لئے رکھے ہیں۔

4) جس دن انسان نے انسان کے اوپر سوچا اس دن وہ انسان اپنے خالق کی طرف پہنچ جاتا ہے اور جس دن انسان نے اپنے خالق کے بارے میں سوچا، تو اس دن انسان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اسے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا اور جس دن اسے معلوم ہو جائے کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا اور جس دن اسے معلوم ہو جائے کے اسکا فیصلہ مجھے کرنا ہے تو اس دن وہ انسان دوسرے انسانوں کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے، اس دن وہ انسان بن کر کھڑا ہو جاتا ہے، اس دن وہ اپنے اختیار اور اپنی آزادی کو اپنے ہاتھوں میں لے لیتا ہے اور ایک ذمہ دار کے طور پر زندگی گزارنا شرو ع کر دیتا ہے، اس دن اسکی دنیا تبدیل ہو جاتی ہے۔

5) ہمیں اللہ نے قوم بنایا ہے. ایک نئی منفرد قوم ہے. جس میں شرکت کے لیے رنگ کی قید نہیں ہے، زبان کی

قید نہیں ہے، نسل کی قید نہیں ہے، علاقے کی قید نہیں ہے، مال کی قید نہیں ہے سوائے اس کے کہ آدمی یہ کہے کہ میں ایک اللہ پر ایمان لے آیا ہوں. جو بھی ایمان لے آئے چاہے وہ کہیں سے دنیا کے کسی خطے سے ہو، وہ ایک ہے اور اللہ تعالی نے ان کو ایک گروہ بنا دیا ہے، امت واست، بہترین امت ہے جو برابر ہے، جو ایک لحاظ سے سب کے درمیان اعتدال کا راستہ دکھانے والی ہے، سب کے درمیان سب کو جوڑ کر رکھنے والی ہے، جس طرح دائرے کا ایک مرکزی نقطہ ہوتا ہے اس طرح سے یہ ایک مرکزی نکتہ ہے. یہ نور کا ایک ممبا ہے، یہاں سے خیر پھیلتا ہے۔

6) یہ امت دوسروں کے لیے اٹھائی گئی ہے، انسانوں کے لئے اس کو اٹھایا گیا ہے تاکہ یہ ان کے اندر حق کے پیغام کو پھیلائیں، جو اللہ تعالی کا حکم میں اس کو آگے بڑھائیں، جو لوگ آج اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں انہیں اللہ تعالی کی حکم کی اطاعت کرتے ہوئے انہیں نیکی کی طرف لے کر آئیں. اس لیے یہ امت اٹھائی گئی ہے، اس لئے اس کو ایک چیلنج دیا گیا ہے. اور اس کی کامیابی کے لئے اللہ تعالی نے جو اس کا جو طریقہ کار ہے وہ بھی بتایا ہے. تو یہ ایک تیاری ہے ہمارے لئے.

7) ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ میں بہتر بنوں. انسان اللہ تعالی نے احسن التقویم پر اس کی تخلیق کی ہے اور اس کو ایک بہترین جسم، بہترین قلب، دماغ، عقل، روح، نفس اور اس کو کام کرنے کے لیے اس کو جذبات، ارادے، خواہشات، مواقع ان سب سے اس کو نوزا ہے۔

8) یہ انسان ہے جو زمین میں بیٹھتا ہے، غار میں بیٹھتا ہے لیکن ستاروں پر کمندیں ڈالنے کے بارے میں سوچتا ہے، سورج کو ناپنے کی سوچتا ہے، سورج کی شعاعوں کو قابو کر کے ان کو انسان کے لئے نفع بخش بنانے کا سوچتا ہے، پہاڑوں کی تاریکیوں میں گم ہوجاتا ہے اور وہاں سے ذخیرہ نکال کے لے آتا ہے. یہ انسان ایک ایسا بہترین نمونہ ہے کہ جس میں اللہ تعالی نے اپنی روح رکھ دی ہے. اس کی اللہ تعالی نے ایک مکمل تشکیل کی ہے. ایک ایسی تشکیل کی ہے کہ یہ وہ شخص ہے، یہ وہ ذات ہے، یہ اللہ تعالی کی تخلیقات میں سے وہ تخلیق ہے جو اس زندگی کے بعد اس زمین کی وارث بن سکے۔

9) قرآن، اپنے موضوع اور مضمون کے اعتبار سے اس کو ٹائٹل نہیں دیا گیا، اس کو ٹائٹل اس اعتبار سے دیا گیا ہے کہ یہ قرآن ہے یہ پڑھے جانے والی کتاب ہے۔ اس کا جو عمل اس عمل کے طور پر پڑھا جانا ہے، اس کو پڑھا جانا چاہیے، اس کو پڑھایا جانا چاہیے، اس کو دیکھنا چاہئے، اسکا علم حاصل کرنا چاہے. تو قرآن نے اپنا ٹائٹل قرآن رکھا ہے کہ یہ پڑھے جانے والی کتاب ہے، یہ پڑھی جائے گی تو کوئی بات بنے گی۔ میرے نزدیک اس کتاب کا جو مرکزی مضمون ہے وہ انسان ہی ہے۔ اس میں اس کے علاوہ کوئی بات نہیں ہے۔

10) اس کتاب کا جو مرکزی مضمون ہے وہ ہر انسان بھی نہیں ہے، ہر انسان اسکا مرکزی مضمون ہے لیکن میں اپنی بات پر زور دینا چاہتا ہو۔ اسکا مرکزی

مضمون آپ کی ذات ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کتاب میں، میں نے تمہارا ذکر ڈالا ہے، تمہارا ذکر ہے، تمہارا چرچا ہے، اس میں تمہاری کہانی ہے، اس میں تمہاری بات ہے، اس میں تمہاری زندگی کے عنوان ہیں، اس میں تم کس طرح سوچتے ہو اور کس طرح کرتے ہو اور کیا کرتے ہو اور پھر کیا ہوتا ہے وہ سب کچھ ہم نے اس میں لکھ دیا ہے۔ یہ کتاب میری ڈائری ہے۔ اس میں میری داستان ہے، یہ میری اسٹوری بک ہے۔ اس کے اندر میں ہوں اور میرا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے، اللہ تعالیٰ خود کہتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس میں اقوام پارینہ کی تاریخ نہیں ہے، وہ تاریخ موجود ہے لیکن وہ اس لئے کہ اس میں میرا ذکر ہے۔ آپ جب اس کتاب کو پڑھتے ہیں تو یہ آسمانی کتاب لگتی ہے۔

11) اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اشرف المخلوقات، تو یہ انسان کی ایک انتہا ہے۔ اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ تم یہاں کھڑے ہو، میں نے اپنی روح دے دی ہے۔ جس طرح ماں باپ بچے سے کہتے ہیں کہ میں نے اپنا خون پسینہ، اپنا سب کچھ دے دیا ہے، نچھاور کر دیا ہے اپنی اولاد کے اوپر۔ تو اللہ تعالیٰ یہ کہتا ہے، پہلی بات جو اس قرآن سے پتا چلتی ہے اللہ نے ہمارے اندر جو روح ہے وہ کہیں اور سے نہیں ملی، اللہ نے کہا اس انسان کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو اپنائیت ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی ایک اونرشپ(ownership) ہے انسان کی، یہ اللہ تعالیٰ نے ایک ذمہ داری لی ہے انسان کی، یہ اللہ تعالیٰ نے اسکو ایک مقام ایک شرف اور ایک عظمت دی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے جو انسان اور اللہ میں کم سے کم

فرق ہو سکتا تھا تو یہ وہ فرق ہے، ظاہر ہے وہ خالق ہے، وہ ذات حق ہے اور وہ ایک ہے۔

(12 اگر ہم قریب سے قریب ترین کوئی مقام حاصل کر سکتے تھے تو وہ اللہ نے ہمیں دے دیا ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ میں نے اس میں اپنی روح ڈالی۔ یعنی میں نے اسے تھوڑا بہت اپنے جیسا بنایا ہے۔ یہ کچھ کر سکتا ہے، یہ دیکھ سکتا ہے، یہ چل سکتا ہے، سوچ سکتا ہے، اس کے پاس ایک دل ہے، یہ ایک مالک سا بن سکتا ہے، یہ با اختیار بن سکتا ہے، مختار ہے یہ، یہ اللہ کی صفات ہیں۔ یہ رحم کر سکتا ہے، یہ غصہ کر سکتا ہے، یہ مار سکتا ہے، یہ مر سکتا ہے، جو بھی ہے۔ تو یہ صفات ہیں۔ یہ ہمارا فرشتوں سے اوپر کا مقام ہے۔ یہ چیزیں کسی سائیکالوجسٹ نے بھی نہیں بتائیں، یہ کسی اکنامسٹ نے نہیں بتایا، کسی بائیولوجسٹ نے نہیں بتایا، فیسولوجسٹ نے نہیں بتایا۔ یہ اللہ نے بتایا ہے اور اللہ ہی بتا سکتا تھا کہ میں نےاس میں روح ڈالی ہے اور اس راز کو اور کون پا سکتا تھا تو پہلی چیز ہے کہ ہمارا جو وجود ہے وہ اتنا مقدس ہے، اتنا عظیم ہے، اتنا اعلی ہے کہ بس جو اللہ کا ہے اس کے بعد ہمارا ہے۔ تو ہمیں اپنی پاکیزگی کی تلاش میں کسی اور کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنی اس روح کے نتیجے میں اپنی معرفت کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔

13) ایک نفس امارہ ہے اور ایک نفس لوامہ ہے، اور پھر ایک نفس مطمئنہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ نفس ہےکہ جب انسان کوئی نیکی کرتا ہے تو اسے خوشی ہوتی ہے اسے سکون ملتا ہے، اسکی روح خوشی کے شادیانے بجاتی ہے، مسرت اسے ایک حاصل ہوتی ہے، اور قوت پکڑتی ہے۔ تو یہ نفس مطمئنہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہا ہے کہ جب جنّت میں جانے کے لئے اللہ لوگوں کو کہے گا تو یہ نہیں کہے گا کہ اے انسان جنّت میں چلے جاؤ، اس لئے کہ جو انسان جنّت میں جا رہا ہے وہ تو نفس مطمئنہ لے کر آیا ہے، نفس امارہ کو اس نے موقع نہیں دیا، نفس لوامہ کی بات پہ چلا اور اب اس کے پاس جو کچھ ہے وہ نفس مطمئنہ ہے۔ نفس مطمئنہ وہ ہے کہ جس کی خوشی اللہ کی خوشی اللہ کی رضا کے ساتھ جڑی ہے، جو اللہ کی رضا ہے۔ یہ نفس مطمئنہ در حقیقت اسی کا مظہر ہے اسی کی جھلک ہے ۔بڑھ جاؤ اپنے رب کی طرف راضی ہو کر وہ بھی تم سے راضی ہے تم بھی اس سے راضی ہو جاؤ۔بس داخل ہو جاؤ اللہ کی عبادت میں، سر نگوں ہو جاؤ اللہ کی عبادت میں اور اللہ کی جنّت میں داخل ہو جاؤ تو یہ انسان کا تصور ہے۔ یہ تصور نہ کارل مارکس کو ملا، نہ آدم سمتھ کو ملا۔ بڑے بڑے فلسفی ہیں۔

14) انسان کی جو تخلیق اللہ تعالیٰ نے کی ہے، اس کے اندر اللہ نے روح رکھی ہے، اس میں عقل رکھی ہے، اللہ نے اس کو دل دیا ہے، اللہ نے اسکو جسم دیا ہے اور اللہ نے اس کو نفس دیا ہے۔ اس پر آپ سوچیں، اس پر تحقیق کریں، اسکی انتہا کو پائیں، اس کے

نتیجے میں اپنے وجود اپنی زندگی کا جائزہ لیں تو ان شاءاللہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی تعمیر کر سکیں گے، اپنی خودی کو پہچان سکیں گے۔ اس رمضان کا جو فائدہ ہے وہ بھی حاصل کر سکیں گے۔

15) اللہ تعالی یہ بتاتا ہے کہ نیکی کیا ہے. نیکی یہ نہیں ہے کہ ہمارا منہ اس طرف ہے یا اُس طرف ہے. جن ظواہر پہ ہم جھگڑتے ہیں اور اپنے مسلک بناتے ہیں اور دیواریں کھڑی کردیتے ہیں یہ نیکی نہیں ہے. نیکی وہ ہے جو ایمان لاے اللہ اور آخرت پر. اس دن پر جب کہ انسانوں کو جمع ہونا ہے. اور پھر نیکی کی تعریف بتائی گئی کہ وہ لوگ جو مال خرچ کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ . اور پھر کہا گیا 'اور مصیبت پر تکلیف پر صبر کرتے ہیں'. تو یہ نیکی کی تعریف بتائی۔

16) لوگ کہتے ہیں قرآن میں نظم نہیں ہے، تکرار ہے سمجھ نہیں آتا، ترتیب نہیں ہے، کوئی تشکیل نہیں ہے، چیپٹر نہیں ہیں. آپ اس کے معنوں کی تہوں کو کھولیں اور ایک آیت کو دوسری آیت سے، ایک پیرا کو دوسرے پیرا سے، ایک صفحہ کو دوسرے صحیفے سے آپ جوڑتے چلے جائیں، ایک رکوع کو دوسرے رکوع سے، اس سے زیادہ حسن انتظام کا نظم کا، اس سے بہترین شاعری، اس سے بہترین اور زیادہ بڑی فصاحت و بلاغت کا کوئی نمونہ انسان آج تک پیش نہیں کر سکااور نہ کبھی کر سکے گا۔

17)

18) نفس مطمئنہ جو کہ نیکی کرتے ہوئے خوش ہوتا ہے، اور یہ مہینہ تو نفس مطمئنہ کا مہینہ ہے. وہ نفس

مطمئنہ جو سارا سال مایوس ہوتا رہتا ہے، روتا رہتا ہے، اپنا منہ نیچے کرکے دیکھتا رہتا ہے، ہمیں دیکھتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ کیا ہورہا ہے. وہ نفس مطمئنہ جو کہ وحشتوں میں رہتا ہے، جو کہ تالے کے اندر بند رہتا ہے جس کو ہم کبھی باہر آنے نہیں دیتے، وہ نفس مطمئنہ اس مہینے مسکرا رہا ہوتا ہے، شاداں و فرحاں ہوتا ہے، اسے نیکیاں مل رہی ہیں، اسے خوش ہونے کا بہانہ مل رہا ہے. یہ نفس مطمئنہ کا مہینہ ہے اور یہ نفس مطمئنہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی نے کہا کہ 'اے نفس مطمئنہ آجا، عبادت میں داخل ہو جا اور جنت میں داخل ہو جا'. درمیان میں کوئی مرحلہ، کوئی فلٹر، کوئی سکرین، کوئی راستہ، برج کچھ نہیں ہے. عبادت میں داخل ہو اور یہاں سے جنت میں چلے جاؤ۔

19) نفس مطمئنہ کو توانا بنانا، اس کو اتنا مضبوط بنانا، اس کو اٹھا کر اتنی بلندی پر کھڑا کرنا اور اس کو اپنے اپر اتنا حاوی بنا لینا کہ کل کو جب ہم کسی برائی کی طرف جائیں تو نفس مطمئنہ کے ملال کو اس کے ماتم کو دیکھ کر ہم رک جائیں. اس کے چہرے پر جب مسکراہٹ کے بجائے ایک رنج ہو تو ہم رک جائیں. یہ اس مہینے کا مقصد ہے. اس لئے کہ یہی نفس مطمئنہ ہے جو کہ جنت میں جس کو جگہ ملے گی، جس کو بلایا جائے گا، دعوت دی جائے گی. تو اس نفس مطمئنہ کی فکر کرنا ہے کہ یہی جنت کا راستہ ہے۔

20)

21) اللہ تعالی کا مقصد یہی ہے کہ انسان اس رمضان میں صبر کا سلطان بن جائے، صبر کا بادشاہ بن جائے.

کہ وہ انسان بن جائے کہ جس کو اپنے نفس پر قابو ہو، جو دیوانہ نہ ہو، جو اپنے نفس کا غلام بن کر نہ رہ جائے. جس طرح قرآن میں کہا گیا کہ یہ اپنے نفس کے اس طرح غلام بن جاتے ہیں جیسا کہ کتے ہیں جو کہ ہر وقت زمین کی طرف چاٹتے رہتے ہیں اور لالچ کرتے رھتے ہیں. اس نفس کا بادشاہ بنانا، اس نفس کا سلطان بنانا. اگر آپ اپنے اس نفس کے سلطان بن گئے تو آپ یقین مانیں آپ اس دنیا کے سلطان بن جائیں گے.

22) اس کا مقصد یہ ہے کہ جو خیرات، جو خیر ہے، جسے نیکی کہتے، جسے بھلائی کہتے ہیں جو ہمیں بہت اچھی طرح معلوم ہے، ہمارا دل پکارتا ہے کہ یہ بھلائی ہے نیکی ہے، ہر انسان کے دل میں اللہ تعالی نے بھلائی کی نیکی کی تعریف بھی رکھی ہے اور اس کی طرف خود انسان لپکتا ہے کرتا ہے، اس کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ نیکی ہے، اس خیر کی طرف ہم راغب ہو جائیں اور ہماری خیر کی طرف رغبت میں اضافہ ہوتا چلا جائے اور برائی سے ہماری نفرت میں اضافہ ہوجائے، برائی اور خیر کے درمیان ہماری تمیز اور زیادہ واضح ہوجائے اور ہم ہمیشہ نیکی اور بھلائی کے راستے پر گامزن رہیں۔

23) تو یہ رمضان کا مہینہ ہمیں ایک چراغ دیتا ہے۔ یہ ہمیں اللہ کے علم سے قریب لاتا ہے یہ اللہ کی کتاب ہے۔ یہ تقویٰ پیدا کرتی ہے۔ اس کتاب کو پڑھیں گے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ تقویٰ میں کیا ہے، تقوی کا مطلب کیا ہے؟ اس کے معنی کیا ہیں؟ اس کی گہرائی کیا ہے؟اَصحابِ تقویٰ کون ہیں ؟ اَصحابِ تقویٰ وہ لوگ ہیں

جو اس زندگی کے بعد اگلی زندگی میں اس زمین کے وارث ہوں گے اور وہ جدھر چاہیں چلے جائیں، جدھر چاہیں پھریں اپنا گھر بنائیں، جو چاہے اللہ سے مانگیں وہ بھی ملے گا اور اس سے زیادہ ملے گا اور وہ بھی ملے گا جو وہ نہیں مانگتے لیکن اللہ تعالی انہیں دےگا۔ تو یہ اَصحابِ تقویٰ کا مقام ہے کامیابی کا۔ اللہ تعالی نے ان کے لئے نجات رکھی ہے۔

24) جو لوگ اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں، اللہ تعالی ان کو نجات دے دے گا ان اعمال کے سبب جو وہ لے کر آئیں گے۔ اس تقوی کی تیاری کے لیے یہ رمضان کے روزے ہیں اور ایک افسوس اور ملال اس لئے ہوتا ہے کہ جو وقت گزرا وہ بہت قیمتی تھا اور جو آنے والا وقت ہے یقیناً وہ اور زیادہ قیمتی ہے اس لئے کہ رمضان کا کچھ حساب اس طرح سمجھ میں آتا ہے کہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ جس میں ہر دن دوسرے دن سے زیادہ بہتر مواقع دیتا ہے،

25) یہ ایک ایسا نظام ہے ۔ جس میں ہر آنے والی رات ہر آنے والا دن لگتا ہے کہ پہلے دن سے زیادہ بہتر ہے. پہلا عشرہ رحمت کا، دوسرا مغفرت کا، تیسرا دوزخ کی آگ سے نجات کا. اور آخری عشرے میں اللہ تعالی نے لیلۃالقدر کا اہتمام کیا ہے کہ وہ رات جو پانچ طاق راتوں میں سے ایک ہے لیکن 85 سال کی مسلسل عبادت کا ثواب آپ کے دامن میں آپ کے اعمال نامے میں لکھ دیتی ہے. یہ ایک پورا اللہ تعالی نے نظام بنایا ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو بہتر انسان بنانے کے لیے۔ تو ماہِ رمضان کی اِن بابرکت ساعتوں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

26) یہ مہینہ بہت اہم مہینہ ہے رمضان المبارک اللہ تعالی کا مہمان ہے. یہ وہ وقت ہے جو اللہ تعالی نے مقرر کیا ہے. یہ رمضان اس کے احکامات میں سے ایک حکم ہے. لیکن یہ کس لئے ہے؟ یہ اس لئے تاکہ اللہ تعالی ہمیں اپنے قریب بلاے اور ہم اللہ تعالی کا قرب پا سکیں. ہم اپنے دل کی گہرائیوں میں جھانکیں، اس کے تہ خانوں کو پھٹکیں اور اس میں جو تاریکیاں ہیں ان تاریکیوں کو ہم روشنیوں سے بدل دیں. یہ رمضان کا مہینہ اس لیے ہے کہ ہمارے ذہن میں جو گمراہی ہے، جو شکوک و شبہات ہیں، جو رکاوٹیں ہیں ہم ان تمام کا صفایا کریں. یہ مہینہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالی کی اطاعت میں، اس کی فرماں برداری میں، اس کے راستے میں آگے بڑھنے میں اگر ہم میں کمی ہے، اگر ہم نے جو کوتاہی کی ہے، جو لرزش کھائی ہے، جو ہمارے قدم پہلے ڈگمگا گئے ہیں اور جہاں سے ہم واپس آگئے اور جہاں ہم آگے نہ بڑھ سکے، اللہ تعالی سے ہم مدد مانگیں اور ایک ایسی تربیت سے گزریں کہ جس کے بعد ہم اپنی زندگی کو بہتر بنا سکیں۔

27) بیشک ایمان والے وہ ہیں کہ جن کے سامنے جب اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کا دل امتنے لگتا ہے جیسے جسم سے باہر آ جائے گا، اس کے اندر ایک تپش پیدا ہوتی ہے گرمی پیدا ہوتی ہے. علامہ اقبال نے کسی شعر میں لکھا کہ قرآن پڑھا تو میرے وجود کی اس وقت کیفیت ایسی ہے کہ میرے ہر بال کا جو سرا ہے وہ لگتا ہے کہ ایک سورج بن گیا ہے اور میرے جسم کا جو ہر ذرہ ہے لگتا ہے کہ سورج کی جو حرارت ہے وہ اس کے اندر آ گئی ہے. ہزاروں ان گنت لاتعداد سورج ہیں جو میرے جسم میں آگئے ہیں.

28) یہ قرآن اس کے بارے میں اللہ تعالی کہتا ہے کہ اگر ہم یہ پہاڑوں پہ نازل کرتے تو وہ اپنی جگہ سے ہل جاتے، پاش پاش ہو جاتے. یہ ایک بوجھ ہے، ایک ذمہ داری ہے، یہ اللہ کا کلام ہے، یہ عرش الٰہی سے آیا ہے، یہ اللہ کی طرف سے آیا ہے، یہ اس نے ہمیں ہمارے لیے بھیجا ہے، یہ اللہ کی ایک نعمت ہے، اس میں کامیابی کا راستہ ہے، نقصان سے بچنے کا طریقہ ہے، اس میں جو ہماری زندگی میں سوالات پیدا ہوتے ہیں ان کا جواب موجود ہے، یہ وہ ماسٹر کی ہےکہ جس سے ہر تالا کھل جاتا ہے تو یہ قرآن نازل بھی دل پر ہوا تھا. حضرت جبریل علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ انہوں نے یہ رسول اللہ کے دل پر نازل کیا تھا۔

29) اللہ تعالی یہ کہتا ہے کہ اصحابِ تقوی جو لوگ ہیں اللہ تعالی ان کے لئے آسانی پیدا کردے گا، ان کوجو مشکلات میں اگر کبھی گھر جائیں گے اگر کسی مصیبت میں تو اس سے ان کو نکال لائے گا، ان کے لئے راستے بھی آسان کر دے گا. یہ واضح وعدے ہیں جو اللہ تعالی نے قرآن میں تقوی کے ساتھ کیے ہیں کہ وہ ان کے لئے رزق دے گا، ان کے لئے آسانی پیدا کر دے گا، وہ کہیں اگر گھر جائیں گے، کسی بھنور میں پھنس جائیں گے تو ان کو وہاں سے نکال کر لے آئے گا اور ان کے اجر کو بڑھا دے گا، یعنی زیادہ سے بھی کوئی بہت بڑی چیز ہے کئی کئی گنا اس میں اضافہ کر دے گا. تو یہ وعدے اللہ تعالی نے کیے ہیں.

30) تقوی کا مطلب یہ ہے کہ ہم دنیا میں کھو نہ جایئں.
ہم اپنے اموال میں، اپنی اولاد میں، اپنے گھروں میں نہ کھو جائیں، ہم اپنے مشاغل میں نہ کھو جائیں، یہ چیزیں ہمیں اللہ کے ذکر سے محروم نہ کر دیں، اس سے دور نہ جائیں، یہ نعمتیں ہیں جو کہ اللہ کے تقوی کے ساتھ ان نعمتوں پر شکر ادا کرکے ان نعمتوں کو اللہ تعالی کے احکامات کو اس کی اتباع کرتے ہوئے جن کو ساتھ لے کے چلنا ہے، ان کی اطاعت نہیں کرنی ان کو اپنے ساتھ لے کے چلنا ہے، جو ملا اس پر شکر ہے. لیکن وہ ذکر سے غافل نہ کردے، اللہ سے دور نہ کر دیں، وہ دو متضاد راستوں کی طرف نہ چل پڑے، اس کے نتیجے میں انسان اللہ کو بھول نہ جائے اس لئے کہ اصحابِ تقویٰ کی تو ایک نشانی یہ ہے کہ جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں انہوں نے قیامت کو پریفر کر دیا ہے، اس کی برتری یہ ہے، وہ ایک بالاتر ان کا ایک مقصد ہے. اور جو کفر کرنے والے ناشکرے لوگ ہیں وہ لوگ ہیں جو کہ دنیا میں مست رہتے ہیں. تقوی زندگی کی کامیابی کا اور اس زندگی کو آخرت کی زندگی میں ایک کامیاب زندگی کی حیثیت سے میزان کے اوپر لے جانے کا راستہ اور طریقہ ہے۔

31) اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جنت تمہاری ہے. تو جنت کی مثال، جنت کے انعامات، جنت کے تمام مراحل وہ قرآن میں اللہ تعالی نے بہت کھول کے بیان کیے. وہ ایک سایا ہے، وہ ایک مکان ہے اور جس کا ہم تصور نہیں کر سکتے وہ نعمتیں اللہ تعالی نے رکھی ہیں جو کہ مستقل ہیں، جن میں کبھی زوال نہیں ہے، وہ نعمتیں ہیں کہ جن کی کوئی انتہا نہیں ہے، جن میں کبھی کوئی کمی نہیں ہے، وہ اکرام ہے، وہ اللہ کی میزبانی میں ہم

داخل ہو جاتے ہیں، اللہ تعالی ہمارا میزبان بن جاتا ہے پھر. آج ہم یہاں اللہ کے اس رمضان کے مہینے کے میزبان ہیں، کل اللہ ہمارا میزبان ہوگا انشاء اللہ.

32) اللہ تعالی نے یہی کہا ہے کہ اس روزے کی بے شمار نیکیاں جن کے بارے میں قرآن و حدیث میں بتا دیا گیا ہے کہ اس کا ثواب یہ ہے اس کا ثواب یہ، ایک مثال دے دی گئی ہے. لیکن روزے کے بارے میں اللہ نے نہیں بتایا، اس کا ثواب خود اللہ تعالی کی ذات ہے، اس کا ثواب اس کی قربت ہے، اس کا ثواب دوزخ کی آگ سے نجات ہے اور اس کا ثواب وہ سب کچھ ہے جو کہ ہم سوچ سکتے ہیں. یہ انتہا درجے کی ایک نیکی ہے جس میں پورا معاشرہ اکٹھے جڑ جاتا ہے، اللہ سے لو لگا لیتا ہے اور اللہ کے ساتھ ایک پیمان وابستہ کرتا ہے. تو یہ رمضان کا مہینہ احتساب اور ایمان کا مہینہ ہے-

33) رمضان اللہ تعالی کا مہمان، وہ مہینہ جو اپنے دامن میں دنیا کی ہر بھلائی کو سمیٹ کر نچھاور کرنے کے لیے ہم پر سایہ فگن ہوا تھا. وہ مہینہ کہ جس میں اللہ تعالی نے اپنے تمام تر انعامات کو سمو دیا ہے اور ہمارے اوپر ان کے حصول کے دروازے کھول دیے. وہ مہینہ کہ جو اللہ کی رحمت کو لے کر آیا. وہ مہینہ کہ جو اللہ کی مغفرت کو لے کر آیا. وہ مہینہ جو دوزخ کی آگ سے نجات کو لے کر آیا. وہ مہینہ کہ جو یہ وعدہ کرکے آیا کہ اگر تم نے یہ روزے ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھے تو تمہارے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے. اور وہ مہینہ کہ جس میں

اللہ تعالی نے ایک ایسی رات کا ہمیں وعدہ کیا کہ جس میں ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت کے برابر ٹھہرا دی گئی. وہ مہینہ کہ جس میں نوافل کا ثواب فرض کے برابر کردیا گیا. وہ مہینہ کہ جس میں تمام امور اور واقعات کے بارے میں اللہ تعالی فیصلے صادر فرماتا ہے.

34) رمضان وہ مہینہ ہے کہ جس میں اللہ تعالی نے پورے معاشرے کو جو مسلمان معاشرہ ہو، پورا خاندان کہ جو مسلمان خاندان ہو جو ایمان لانے والا ہو، اللہ تعالی نے اس مہینے میں ایک ایسی فضا برپا کردی، اس مہینے میں اللہ تعالی نے ایک ایسی روح دوڑا دی اور اس مہینے میں اللہ تعالی نے ایک ایسی خوشبو پھیلا دی، اس مہینے میں اللہ تعالی نے ایک ایسا نظام ہمیں دے دیا کہ ہم سب اپنے پچھلے گیارہ مہینوں کو بھول گئے اور اس ایک مہینے میں ہم نے کوشش کی کہ ہم اللہ کے ہو کر رہ جائیں۔

35) اس رمضان کا حاصل کیا تھا اور اس رمضان کا حصول کیا تھا، اس کا مطلوب کیا تھا؟ اس میں جو سعی تھی، جو کوشش تھی جو سب کچھ ایک نظام کی صورت میں ہمارے سامنے آیا اور ہم اس سے گزرے آخر اس سے اللہ تعالی کا مقصود کیا تھا؟ تو اللہ فرماتا ہے کہ اس کا حاصل تقوی ہے. یعنی انسان کے دل میں اللہ تعالی کا شعور جاگزیں ہو جانا، انسان کے دل و دماغ میں اللہ تعالی کا احساس اس کو حاوی اور غالب ہوجانا، انسان کی نظروں میں اس کی سماعت میں اس کی سوچ میں اس کی فکر میں اللہ تعالی کا خوف اور

اس کا ڈر اس کی چھلنی کا قائم ہو جانا، کہ انسان اس
کے بعد اس زاویے سے اپنی زندگی کو استوار کرے
گا. تو تقوی ایک جامع صفت ہے۔

36) تقوی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہوتا ہے. کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، اگر وہ درست ہو تو اس کی پوری زندگی درست ہوتی ہے اور وہ قلب سے اس کو تصور کیا جاتا ہے، القلب. کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے دل سے نوازا ہے اور دل مرکزومحور ہے انسان کی زندگی کا. ہم وہ کرتے ہیں جو ہمارا دل چاہتا ہے. ہمارے جذبات، ہماری تمنائیں، ہمارے خواب، ہماری آرزوئیں، ہماری امیدیں، ہمارے خوف، ہماری خواہشات، ہمارے لمبے لمبے منصوبے، ان سب کا جو گھر ہے مسکن ہے وہ ہمارا دل ہے. تو یہ تقویٰ اس مسکن پر چھا جاتا ہے اور اس کو اپنا گھر بنا لیتا ہے.

37) یہی بات ایک اور جگہ پر رسول اللہ صل وسلم نے فرمائی ہے، کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ کہیں پر بھی کوئی جگہ ایسی نہیں ہے اس کائنات کی وسعتوں میں اس کی گہرائیوں میں، کوئی مقام ایسا نہیں ہے کہ جہاں اللہ تعالی سما سکے، جہاں اللہ تعالی کو کوئی جذب کر سکے مگر ایک بندہ مومن کا دل ہے جہاں وہ سما سکتاہے۔

38) ہم سب اپنی زندگی کے ہر مرحلے میں پریشان ہوتے ہیں اور ہم سوچتے ہیں کہ ہم کیا کریں، ہماری زندگی کا مقصد کیا ہو، ہم کیا حاصل کر سکتے ہیں،

کیا بڑا کام ہے جو ہم کر سکتے ہیں، کیا عظیم الشان کوئی چیز ہے جو ہم حاصل کرسکتے ہیں، ہم پریشان ہیں تفکرمیں رہتے ہیں، ہمیں ہمارے وسائل کا پتا ہے، ہماری صلاحیت کا پتا ہے، ہمیں اپنی قوت و قابلیت کا پتا ہے اور ہم سوچتے ہیں کہ ہمارا مقصد یہ ہونا چاہیے، ہمارا مقصد یہ ہو جائے، ہم یہ کرلیں، ہم وہ کر لیں، ہم ان مقاصد کی جنگ میں اور اسکی کشمکش میں ہم غلطاں و پیچاں رہتے ہیں. تو یہ ایک دعوت ہے اللہ تعالی کی طرف سے کہ دوڑ کر چلو، بھاگ کر پہنچو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف کہ جو اس ساری زمین اور تمام آسمانوں میں پھیلی ہوئی ہے اور جس کی وسعت حقیقت ،میں اس زمین اور آسمان کا جو پھیلاؤ ہے وہ بھی جس کی وسعت کو سمیٹ نہیں سکتا اور وہ جنت کہ جو تیار کی گئی ہے متقی لوگوں کے لیے. تو جہاں رمضان کے بارے میں اللہ تعالی فرماتا ہے کہ یہ روزے ہم نے فرض کیے اس لئے تا کے تم تقویٰ اختیار کرو، تقوی کی زندگی پر گامزن ہو سکو، وہاں اللہ تعالی پھر یہ بھی فرماتا ہے کہ جو جنت ہے یہ تو میں نے تیار ہی ان لوگوں کے لئے کی ہے جو تقویٰ لے کر آتے ہیں.

39) تقویٰ ایک محرک ہے، تقوی مقصد ہے، یہ محور ہے، یہ مرکز ہے اور تقوی ایک زاد راہ بھی ہے. جب اللہ تعالی حج کے بارے میں ذکر کرتا ہے تو فرماتا ہے کہ حج پر جانا ہے تو زاد راہ لو، سواری لو، خوراک لو، لباس لو، اور وہیں اللہ تعالی فرماتا ہے 'اور سب سے اچھا جو زاد راہ ہے جو وسیلہ ہے جو تمہیں سفر کی کامیابی کے لئے درکار ہے، جو تمہیں سفر کے جو مقاصد ہیں اس کو حاصل کرنے کے لیے چاہیے وہ یہ

تقویٰ ہے. تو یہ زاد راہ بھی ہے، یہ منزل بھی ہے اور یہ روزے کا مقصد بھی ہے۔

40) ماہِ رمضان میں اللہ تعالی نے قرآن کو نازل کیا ہے. تو یہ جو قرآن ہے یہ اپنے آغاز میں ہی یہ بات طے کر دیتا ہے کہ اس میں سے اگر کوئی کچھ سیکھ سکتا ہے، کوئی حاصل کرسکتا ہے، کوئی فیض پا سکتا ہے، اس کے علم تک کوئی پہنچ سکتا ہے، اس میں جو توقعات ہیں ان توقعات کو پورا کر سکتا ہے تو وہ وہ لوگ ہیں جو پرہیز گاری کی روش اختیار کرتے ہیں. تو اگر منزل بھی تقویٰ ہے، جو انعام اللہ تعالی نے رکھا ہے اس انعام کو حاصل کرنے کی شرط بھی تقوائ ہے اور جو زاد راہ چاہیے وہ زاد راہ بھی تقویٰ ہے اور ساتھ ساتھ اس زاد راہ کو حاصل کرنے کے لیے، اس منزل پر چلنے کے لئے، اس زاد راہ کو سمیٹنے کے لیے اگر جو ہدایت ہے اس ہدایت سے جو فائدہ اٹھانا ہے تو اس کی بھی شرط تقویٰ ہے، کہ جو پرہیزگاری کا رویہ اختیار کرتے ہیں ۔

41) تقویٰ ایک جامع صفت ہے. یہ ابتداء بھی ہے اور یہ انتہا بھی ہے. یہ راستہ بھی ہے اور یہ زاد راہ بھی ہے. یہ حاصل بھی ہے یہ حصول بھی ہے. یہ مطلوب بھی ہے اور ہمیں اس کی طلب بھی ہے اور یہی اللہ تعالی کو مقصود ہے. یہ وہ صفت ہے کہ جس کے گرد ہماری زندگی کو گھومنا چاہیے. یہ وہ سمندر ہے یہ وہ دریا ہے کہ جس میں ہمیں ڈوبنا چاہیے. یہ وہ فضا ہے کہ جس میں ہمیں پھیل جانا چاہئے اور جس میں ہمیں اپنے آپ کو قید کر لینا چاہیے. یہ وہ کنجی ہے کہ جس

سے ہمیں اپنے ہر مسئلے کو اپنی سوچ و فکر کے ہر دوراہے پر جس سے ہمیں اپنے مسائل کو حل کرنا چاہیے۔

42) اللہ تعالی کے لیے بعید نہیں تھا کہ وہ رمضان المبارک کے جو انعامات ہیں جو سعادتیں برکتیں ہیں، جو نعمتیں اللہ تعالی نے رکھی ہیں اللہ تعالی اس کو رمضان کے بعد بھی جاری رکھتا اور یہ دوسری شکلوں میں یقیناً جاری ہیں. کوئی اللہ تعالی کی رحمت کے دروازے، اس کی مغفرت کے دروازے، دوزخ کی آگ سے نکلنے کے دروازے اور اللہ تعالی سے چھوٹے چھوٹے اعمال کرکے کثیر القصیر ثواب کو سمیٹنے کے راستے کوئی بند نہیں ہو گئے، باقی دنوں میں اللہ تعالی نے دوسرے راستے کھولے ہیں، دوسرے دروازے اور کھڑکیوں کی نشاندہی کی ہے، دوسرے ابواب ہیں جو قائم ہیں جن میں اسی طریقے سے اللہ تعالی نے انعامات رکھیں ہیں، ان کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے اور ان کو پانے کی ضرورت ہے اور اس کی تیاری ہے جو ماہ رمضان المبارک میں اللہ تعالی ہمیں کرواتا ہے.

43) تو یہ نہیں کہ اب یہ رحمت اور مغفرت اور دوزخ کی آگ سے نجات کا سلسلہ ۱۱ مہینے بند ہے. اب اس کے دوسرے طریقے اور انداز ہیں، اور وہ یہ کہ ہم باقی زندگی جو گیارہ مہینے ہیں اس کے بارے میں کچھ طے کریں اور اس کے بارے میں سوچیں کہ ہم کس طریقے سے ایک نئی زندگی گزار سکتے ہیں، اپنی بہتری پیدا کرسکتے ہیں۔

44) اللہ تعالی یہ کہتا ہے کہ اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تعالی تمہارے لئے راستے نکال دے گا، تمہیں مشکلات سے نکال دے گا. اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تعالی تمہارے لئے آسانیاں پیدا کردے گا. اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور ایسی جگہ سے تمہیں رزق دے گا کہ جس کا تم گمان بھی نہیں کر سکتے. تو یہ نہیں **کہا** اللہ تعالی نے کہ اس منجدار پر چل پرو، اس سمندر کے اوپر دوڑنا شروع کر دو اور میں نے تو امتحان لینا ہے تمہارا میں نے تو تمھیں آزمائش میں مبتلا کرنا ہے. اللہ تعالی نے اگر آزمائش میں بھی مبتلا کیا ہے تو اللہ تعالی نے اس آزمائش کے اندر سے کامیابی کے ساتھ نکلنے کے تمام جو سہارے ہوسکتے ہیں وہ فراہم کیے ہیں.

45) وہ لوگ جو ایمان لائے اور استقامت کا جنہوں نے مظاہرہ کیا اور اس کے اوپر ڈٹ گئے، انہوں نے پامردی دکھائی، انہیں لرزش نہیں ہوئی، وہ سیدھے راستے کے اوپر چلتے رہے، اللہ تعالی ان کے اوپر فرشتے نازل کر دیتا ہے'. یہ فرشتے جو انبیاء پر نازل ہوئے، یہ فرشتے کہ جن کے لئے اولیاء مشہور ہے کہ ان کے اوپر نازل ہوئے، یہ فرشتے اللہ تعالی کہتا ہے کہ ہر انسان پر جو ایمان لایا اور جو ڈٹ گیا اس کے اپر نازل ہو سکتے ہیں اور یہ وہ فرشتے ہیں کہ جو بشارت دیتے ہیں جنت کی. تو یہ اللہ تعالی کا ایک نظام ہے اور یہ رمضان تک محدود نہیں ہے یا رمضان کی بات نہیں ہے، یہ پورے گیارہ مہینے کے لئے اللہ کا وعدہ ہے -

46) اللہ تعالی آسانیاں پیدا کرتا ہے'. 'جس نے دیا اور
جو ڈرا اور جس نے تصدیق کی بھلائی کی، تائید کی
بھلائی کی، اس کے لیے ہم آسانی کے راستے پر چلنے
کی سہولت پیدا کر دیتے ہیں اور جس نے روک لیا،
جس نے بخل کیا اور جس نے بھلائی کو جھٹلایا، اس
کے لیے ہم آسانی پیدا کردیتے ہیں مشکل راستے کی
طرف'.اللہ ہمیں ایسے راستوں سےبچائے اور بھلائی
کے راستے پر چلنے کی ہدایت دے۔ آمین

47) سورۃ العمران کی ۱۰۲ سے لے کر ۱۰٤ نمبر
کی آیات اس لحاظ سے اہم ہیں کہ ان میں اللہ تعالی نے
ایک جامع ہدایت کی ہے اور اپنا ایک جامع تصور اس
زندگی کا جو ہوسکتا ہے اللہ تعالی کی طرف سے وہ
اس میں ان آیات میں اللہ تعالی نے سمو دیا ہے. اور اس
قرآن میں جو تمام باتیں ہیں ان کو انہی آیات کی تفصیل
کے طور پر بھی دیکھا جا سکتا ہے. پہلی آیت یہ ہے
کہ 'اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو کہ جیسا
کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے
مگر اس حال میں کہ تم اطاعت گزار ہو'. یہ اللہ تعالی
کا ایک طریقہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اسی طریقے
سے بلاتا ہے کہ جس طریقے سے انہوں نے اللہ تعالی
کے ساتھ اپنی نسبت کو قائم کیا ہے. ہمارا اللہ سے جو
تعلق ہے وہ اس حوالے سے ہے کہ ہم اللہ کی ذات پر
ایمان رکھتے ہیں. ہم نے اللہ کو پہچانا ہے اور ہم نے
اس کی بندگی اختیار کرنے کا اعلان کیا ہے اس کا عہد
کیا ہے اور ہم اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں۔

48) اللہ تعالی سے ڈرنے کے مختلف درجات ہیں۔
ایک درجہ یہ ہے کہ ہم کہیں کے ہم اللہ سے ڈرتے لیکن حقیقت میں ہم اللہ سے کبھی نہ ڈرتے ہوں اور اس کا کوئی خوف اور اس کے خوف کے یا اس کے اندیشے کی یا اس کے غالب ہونے کی یا اس کی موجودگی کا کوئی احساس ہمارے دل و دماغ میں کسی بھی لمحے نہ ہو اور ہم اس سے بے پرواہ ہو کر اپنی زندگی گزار رہے ہوں۔

49) دوسرا درجہ یہ ہے کہ ہم کہیں کہ اللہ ہے، اس کا احساس اور شعور ہو اور اس کی موجودگی کا بھی ہمیں یقیناً اس کا بھی احساس ہو لیکن یہ کہ اس کا کوئی خوف نہ ہو لیکن اگر خوف نہیں ہوگا تو اس کے نتیجے میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی، اس کے نتیجے میں کسی سمت کا تعین نہیں ہوگا۔

50) تیسرا درجہ پھر یہ ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ نہیں وہ موجود بھی ہے، اس کا احساس اور شعور بھی موجودگی کا موجود ہو اور زندہ ہو. اور ساتھ آدمی یہ بھی سوچے کہ وہ حاکم ہے اور وہ رب ہے. حاکم سے مراد یہ ہے کہ اس کا حکم اس وقت چل رہا ہے اور رب سے مراد یہ کہ وہ ہماری پرورش کرتا ہے اور وہ خالق ہے یعنی ہمیں تخلیق بھی اس نے کیا ہوا ہے۔

51) چوتھا درجہ یہ ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ یہ خالق ہے یہ حاکم ہے یہ رب ہے یہ مالک ہے تو اب اس کے تقاضے کیا ہیں اور اس کے مطابق ہم یہ سوچنا شروع کریں کہ ہمیں کس طریقے سے زندگی گزارنی ہے۔

52) . ایمان ایک ایسی چیز ہے جو کہ گھٹتا بھی ہے اوربڑھتا بھی ہے، یہ کبھی جاگتا ہے کبھی سوتا ہے، یہ کبھی بے اثر ہوتا ہے کبھی با اثر ہوتا ہے، یہ کبھی کمزور ہوتا ہے کبھی طاقتور ہوتا ہے، یہ کبھی روشن ہوتا ہے اور روشنی کی طرح ہمیں راستہ دکھاتا ہے اور کبھی یہ تاریک ہوجاتا ہے ایک گھٹا بن جاتا ہے. یہ ہمارے اوپر ہے کہ ہم اس ایمان کو کتنی جلا بخشتے ہیں اور اس ایمان کو کتنا توانا اور مضبوط بنا کر اپنے دل میں رکھتے ہیں.

53) اللہ تعالی یہاں پر یہ کہہ رہا ہے کہ جو مطلوب ہے اور جو اللہ کو مقصود ہے، وہ وہ نہیں ہے جو پہلا درجہ ہے جس میں کہ انسان اس کی موجودگی کے احساس سے بھی خالی ہو. وہ یہ بھی نہیں کہ صرف دوسرا درجہ ہے کہ جس میں موجودگی کا احساس اور شعور ہے لیکن اس سے آگے کا کچھ پتہ نہیں ہے اور اس کے آگے کی کوئی جھلکی نظر نہیں آتی. اور وہ تیسرا درجہ بھی نہیں ہے کہ جس میں کہ انسان موجودگی کا احساس ہی رکھتا ہوں اور اس کے ہونے کا بھی اس کو یقین ہو لیکن اس کو اس کی تفصیلات کا پتہ نہ ہو. اور صرف وہ درجہ بھی نہیں ہے کہ جس میں انسان سوچے کہ ہاں یہ مالک ہے خالق ہے رب ہے اور ہمارے لئے ایک اہم ترین ہے اور ہمیں اس کے مطابق زندگی گزارنی ہے، بلکہ یہ وہ درجہ ہے کہ جس میں انسان آگے بڑھ کے، پرو ایکٹولی**(Proactively)** انسان اپنی زندگی کو اسی حساب سے سنوارنے کی کوشش کرتا ہے اور زندگی کے فیصلے اور زندگی کو گزارنے کا منصوبہ اللہ

تعالی کی مرضی کو سامنے رکھ کے کر تا ہے اور اس جانب آگے بڑھتا ہے۔

54) اللہ تعالی بھی ہمیں یہاں انسپایر کر رہا ہے کہ ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا مجھ سے حق ہے. تو یہ ایک معیار ہے. یہ ایک سٹینڈرڈ سے اوپر کی چیز ہے. یہ گزارے کی نہیں یہ سٹینڈرڈ سے اوپر کی چیز ہے. اور اگر جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے یا جیسا کہ تعلق رکھنے کا حق ھے، اگر ھم وہ چیز وہ معیار اگر اللہ کے ساتھ نہ رکھیں تو ہم اور کس کے ساتھ رکھیں گے؟ ہم کہتے ہیں کہ والدین کے ساتھ جیسا کہ والدین کا حق ہے ان کا حق ادا کرو، پڑوسی کا حق ادا کرو. ہم کہتے ہیں ان کا حق ادا کرنا چاہیے ان کے اتنے احسانات ہیں.

55) تو اللہ تعالی کے ساتھ بھی یہی تعلق ہے کہ جیسا کہ اللہ سے ڈرنے کا حق ہے ویسا ہمیں ڈرنا چاہیے اور اس معیار کو سامنے رکھنا چاہیے. ہم کتنا حاصل کرتے ہیں، کیا کچھ پاتیں ہیں، کتنا سمیٹتے ہیں، ہمارے دامن میں کیا آتا ہے وہ بعد کی بات ہے. اللہ دیکھ رہا ہے کہ میری کوشش کیا ہے، میں کیا کرسکتا تھا، کیا کیا، کیا نہیں کیا، کیا نہ ہوسکا، وہ کیوں نہ ہوا اور جو ہو سکا وہ کیوں کر ہوا اور میری نیت کیا تھی اور میرے اعمال کیا تھے اور نتائج کیا تھے، یہ سب چیزیں اللہ دیکھ رہا ہے. ان کو سمیٹنا ہمارے آنکھوں کی، ہمارے دماغ کے بس میں نہیں ہے، وہ اللہ ہی جانتا ہے. تو اللہ تعالی کہتا ہے، بڑا خوبصورت بڑا بلند ترین بڑا جامعہ بڑا اعلی و ارفع معیار ہمارے سامنے رکھتا ہے. اور دیکھو تمہیں موت نہ آئے اس حال میں کہ تم مسلمان نہ ہو۔

56) اللہ تعالی فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں بے شک کہ اللہ کو ہم نے رب مانا، اس کا اقرار کیا، اس کا اعلان کیا اور پھر ڈٹ گئے، جم گئے، پھر پامردی دکھائی، پھر ہلے نہیں، لگزش نہیں کھائی، گرے نہیں، بہکے نہیں، ان کے قدم ڈگمگائے نہیں، راستہ نہیں بھولے، وہ چلتے رہے اور اسی راستے پر کھڑے ہو گئے اور وہیں پر آگے بڑھتے گئے. استقامت اس چیز کا نام ہے. تو یہ اللہ تعالی کہہ رہا ہے کہ تمھیں موت نہ آئے. اگر تم نے سوچ لیا کہ نہیں آج تو موت نہیں انی ہے لہذا آج شام میری یہ ہے، آج رات تو موت نہیں آے گی یا کل تو موت نہیں آئے گی تو چلو میں آج یہ کر لوں. انسان تو گرنٹی دے ہی نہیں سکتا. تو اللہ تعالی کہتا ہے ہر وقت تمھیں ایسی حالت میں ہونا چاہیے کہ جس میں تم اطاعت کر رہے ہو تاکہ تمہیں کبھی ایسا نہ ہو جائے کہ موت آجائے اس حال میں کہ تم اطاعت کے دائرے سے باہر ہو اور اطاعت کے برخلاف کوئی کام کر رہے ہو، اللہ کی مرضی کے برخلاف کوئی کام کر رہے ہو، یعنی جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے ویسے ڈرنے سے تم بچے ہوئے ہو، اس سے ہٹ کر ہو. تو یہ ایک بہت بڑی انسپریشن ہے-

57) اللہ تعالی نے محسنین کے بارے میں یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالی احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، اس نے اعلان محبت کیا ہے، کہ اللہ تعالی ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے جو احسان کرتے ہیں، جو بنیاد سے اوپر ہیں، جو ایک آخری درجات میں انتہا میں ہیں، اوپر ہیں، آگے بڑھنے والے، سبقت لے جانے والے، دوڑنے والے ہیں. تو یہ ایک بہت بڑی انسپریشن ہے. اس میں ہماری زندگی کا مقصد بھی ہمیں معلوم

ہوجاتا ہے. اس میں ہمیں معلوم ہوجاتاہے کہ دن کا آغاز کیسے کرنا ہے اور دن کا اختتام کیسے کرنا ہے. اس سے یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ زندگی کا آغاز کیسے ہونا چاہیے اور زندگی کا اختتام کس طرح ہونا چاہیے. اس میں یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ ہماری دوڑ دھوپ کیسی ہونی چاہیے اور اس میں یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ اس دنیا میں ہماری ڈیل کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ کامیابی اور ناکامی کا معیار کیا ہے۔

58) تو یہ رمضان کا مہینہ احتساب اور ایمان کا مہینہ ہے۔ ہم یہ دیکھیں اور ہم یہ سوچیں کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم نے اللہ سے سودا کیا ہے تو ہم اس رمضان کے مہینے کو احتساب اور ایمان سے گزاریں اور دیکھیں کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوا تھا تو ہمارے ایمان کی کیفیت کیا تھی اور آج کیا ہے، کل کیا ہے، پرسوں کیا ہے. جو دن باقی رہ گئے ہیں۔ راتیں جو باقی رہ گئی ہیں۔ ان میں جو کچھ آپ لوٹ سکتے ہیں، جو کچھ کھینچ سکتے ہیں، جو حصول جو کسب، جو کچھ آپ کے بس میں ہے، جو آپ کی سوچ میں ہو سکتا ہے، آپ چاہیں تو کرسکتے ہیں۔ دروازے کھلے ہیں۔ جنت کے دروازے کھلے ہیں۔ اللہ تعالی کی مرضی مہربان ہونے کے لیے تیار ہے۔ ملائکا ہر جانب ہیں۔ یہ ساعتیں، یہ نیکیاں، یہ فضا، یہ موسم، یہ بہار اس کے بعد پھر نہیں آنی تو اس کی قدر کریں اور اس کی قدر و منزلت سے آگاہی حاصل کریں اور اس مہینے میں وہ کچھ حاصل کر لیں جو پہلے حاصل نہیں کرسکے تاکہ ہماری زندگی بہتر ہوجائے۔

59) الله تعالیٰ فرماتے ہیں کہ'تم میں سے کچھ لوگ تو ضرور ایسے ہو نے چاہئیں کہ جو دعوت دیں خیر کی طرف بھلائی کی طرف اور جو معروف ہے جو بھلا ئی ہے جو حق ہے جو سچا ہے اس کی طرف لوگوں کو آنے کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں، یقینا ایسے ھی لوگ فلاح پانے والے ہیں'. یعنی یہاں پے الله تعالیٰ نے ایک طرف انفرادی زندگی اس کے لئے ہمیں ایک منزل بتائی ہے، ہمیں ایک معیار دیا ہے، ہمیں اس کا مقصد بتایا ہے اور ہمیں اس انفرادی زندگی کو ڈھالنے کا طریقہ کار بتایا ہے، ایک ضابطہ حیات دیا ہے، ایک امنگ ایک جزبہ دیا ہے اور ہمارے ذہن اور ہمارے دل و دماغ کو متوجہ کیا ہے اور ان کو ایک ایسی حقیقت اور ایسا راستہ دکھایا ہے کہ جس سے بہتر جس سے بالا جس سے اعلی کوئی اور راستہ ہو نہیں سکتا.

60) دوسری طرف الله تعالی نے یہ بھی بتایا ہے کہ الگ الگ اگر ہر آدمی بھی تقوی کے ساتھ زندگی گزار رہا ہو تو یہ کافی نہیں ہے. ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی بھائی بن کے رہنا ہے. یہ الله کی ایک نعمت ہے جو الله نے ہمارے اوپر کی ہے. اور ہم میں سے کچھ لوگ ایسے ضرور ہونے چاہیں جو یہ کام کریں کہ بھلائی کی طرف لوگوں کو بلائیں اور برائی سے لوگوں کو روکیں اور یقینا ایسے ھی لوگ جو ہیں وہ فلاح پانے والے ہیں۔

61) الله کے نزدیک کامیابی کا جو معیار ہے وہ صرف یہ نہیں ہے اور صرف یہیں تک محدود نہیں

ہے کہ ہم انفرادی طور پر درست ہوں اور تقوی ہماری زندگی میں غالب ہو اور ہم اپنے معاشرے سے بے پروا ہوں اور ہمیں اپنی امت کا کوئی خیال نہ ہو، ہمیں اپنے ارد گرد کا کوئی خیال نہ ہو، ہمیں اپنی سوسائٹی کی کوئی فکر نہ ہو اور ہمیں جس گروہ میں ہم رہ رہے ہیں، جس قبیلے میں ہم رہ رہے ہیں، جس محلے میں ہم رہ رہے ہیں، جس خاندان میں ہم رہ رہے ہیں، جس اجتماعیت میں اٹھتے بیٹھتے ہیں، جن لوگوں کے ساتھ ہمارا گزر بسر ہے، ہم ان سے لاتعلق ہوں اس معاملے میں. بلکہ اللہ تعالی یہ کہتا ہے کہ جو شخص تقوی کا حامل ہے اور جو تقویٰ کے راستے پر چل رہا ہے، اللہ تعالی ایک اور معیار اس کے سامنے لے کر آتا ہے اور وہ یہ کہ وہ ضرور پھر اس خیر کی طرف اس بھلائی کے سرچشمے کی طرف دوسروں کو بھی لانے کا اور ان کو بلانے کا ذریعہ بنتے ہوں، وہ اپنے حد تک اس کو سمیٹ کے نہ رکھتے ہوں، وہ صرف اپنی ذات تک محدود نہ ہوں بلکہ ان کی فکر ان کی پریشانی اور ان کی جدوجہد اور زندگی میں ان کی مصروفیات میں ایک حصہ یہ بھی ہو کہ وہ یہ کوشش کرتے ہوں کہ دوسروں تک بھی یہی بات پہنچے اور وہ بھی توانا ہوں مضبوط ہوں اور ان کا ایمان بھی آگے بڑھے اور وہ بھی اللہ کا تقویٰ اختیار کریں. تو ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے انفرادی راستہ بھی بتایا ہے ہدایت کا اور اجتماعی طور پر بھی زندگی گزارنے کا راستہ بتایا ہے. اور یہی اسلام کا ایک اعجاز ہے کہ اسلام انفرادیت کو اور اجتماعیت کو دونوں کے درمیان توازن قائم کرتا ہے-

62) اسلام یہ نہیں کہتا کہ دین اور اسلام انفرادی زندگی کا مسئلہ ہے، یہ ہر ایک کا انفرادی کام ہے کہ وہ چاہے مسلمان ہوں، لوگ کہتے ہیں آج کل جو لبرلزم ہے اس کا جو فلسفہ ہے وہ یہی ہے کہ لوگ انفرادی زندگی میں چاہے بدھ مت کا عقیدہ رکھتے ہوں یا ہندو مذہب کا عقیدہ رکھتے ہوں چاہے مسلمان ہوں چاہے عیسائی ہوں، چاہیے یہودی ہوں، یہ ان کا ان کے گھر کا ان کے خاندان کا ان کی انفرادی زندگی کا معاملہ ہے. اجتماعی زندگی میں یہ نظام ہم نے بنا لیا ہے جس میں سب لوگ آ سکتے ہیں. اسلام ہمیں یقیناً ایک انکلوسو قوم کی دعوت دیتا ہے لیکن اسلام ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ انفرادی اور اجتماعی، یہ دونوں ایک ہی دھارے کا حصہ ہیں. ان دونوں میں ایک ہی رنگ ہونا چاہیے اور اسلام دین کو اور مذہب کو صرف انفرادی زندگی میں محدود کرنے کا نام نہیں ہے، اسلام انفرادی زندگی اور اجتماعی زندگی دونوں کو ساتھ لے کر چلنے کا نام ہے، اس لئے کہ یہ بات ہے کہ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہوں۔

63) حقیقت میں کہ انسان نیکیوں کی طرف لوگوں کو بلانے والا ہو اور برائیوں سے لوگوں کو روکنے والا ہو. کہ اللہ تعالی نے ایک خیر امت ہے ایک بہترین امت ھے جو لوگوں کے لئے اٹھائی ہے، تاکہ وہ لوگوں کو اچھائیوں کی طرف لے کر آئے اس کا حکم دے اور برائیوں سے لوگوں کو روکے اور بچائے. تو اس امت کی جو ممبر شپ ہے، اس میں شمولیت کی جو شرط ہے، اس کے دروازے سے اندر داخل ہونا اور اس میں آگے بڑھنا، اس کا جو طریقہ کار ہے وہ سمپل ہے. یہ

ایک پریکٹس ہے، یہ ایک عملِ ہے. جو یہ عمل کرتا رہے گا ہر جگہ ہر مقام کے اوپر وہ امت میں شامل ہے. جو یہ عمل نہیں کر رہا تو وہ ظاہر ہے کہ اس امت میں شمولیت کا تقاضا پورا نہیں کر رہا، یقیناً پھر بھی شامل ہے، اس کے پاسپورٹ پر لکھا ہوا ہے مذہب اسلام وغیرہ وغیرہ ، نام اس کا مسلمان ہے، گھرانہ اس کا مسلمان ہے لیکن وہ اس کے جو تقاضے ہیں اس کو نبھا نہیں پا رہا ہے. تو ہماری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی، ہمیں اپنے دین کے راستے کے اوپر چلنے کی توفیق دے۔

64) آپ یہ دیکھتے ہیں کہ زندگی گزرتی چلی جاتی ہی۔ لوگ دس سال بیس سال تیس سال چالیس پچاس ساٹھ ستر سال تک پہنچ جاتے ہیں اور پھر اچانک وہ سوچتے ہیں کہ میں کون ہوں کیا ہوں، میں نے کیا کیاہے اور میرے کچھ کرنے کے کیا نتائج ہو سکتے ہیں۔ تو ہم اس بات سے اندھیرے میں رہتے ہیں اور ہم اس بات سے لا علم رھتے ہیں۔ ہمارے سامنے ایک تاریکی ہے۔ اگر میں کہوں کے آپ انسان کے اوپر ایک مضمون لکھیں تو ہم، ایک صفحہ دو صفحے تین صفحے یا اس سے زیادہ کیا لکھ سکتے ہیں اور یہ ہمارے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ حضرت انسان کسی درخت کا نام نہیں ہے، کسی سیارے کا نام نہیں ہے، کسی شہر کا نام نہیں ہے۔ یہ میرے اور آپ کے اپنے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ تو ہم اپنے آپ سے اتنے زیادہ بیگانہ ہیں، ہم اپنے آپ سے اتنے دور ہیں اور ہم اپنے آپ سے اتنے لا علم ہیں کہ ہمیں اپنا ہی نہیں پتہ.

65) میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا المیہ ہے خاص طور پر مغربی تہذیب کے بناے ہوئے تعلیمی نصاب کا کہ جس میں انسان غائب ہے، جس میں انسان موجود نہیں ہے موضوع کے طور پر مضمون کے طور پر، ایک تحقیق کے طور پر اور جس میں انسان کو انسان کی حقیقت پانے سے محروم رکھا جاتا ہے، اسے دور رکھا جاتا ہے، اسکو ذہنی طور پر مفلوج کر دیا جاتا ہے کہ وہ یہ سوال ہی نہ اٹھاے، اسکی کبھی اس جانب نظر ہی نہ جائے، اس لئے کہ جس دن انسان نے انسان کے اوپر سوچا اس دن وہ انسان اپنے خالق کی طرف پہنچ جاتا ہے۔

66) رمضان کی ایک بات ہے کہ رسولﷺ کی حدیث ہے کہ وہ کامیاب ہوا جس نے روزے ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھے۔ یعنی جان بوجھ کر شعور کے ساتھ یقین کے ساتھ رکھے اور اپنے ایمان کو وہ لمحہ بہ لمحہ بڑھاتا رہا، روز بہ روز اس میں اضافہ کرتا رہا اور احتساب یعنی اس نے اپنی آنکھیں کھول کر رکھیں اور اپنا ایک جائزہ بھی لیا، اپنے آپ کو ایک آئنہ بھی دکھایا اور اپنا ایک معائنہ بھی کیا اور اپنے آپ کو اس نے اس بات سے روشناس کرایا کہ اس نے کیا کیا اور کیسے کیا ہے

67) رمضان کے بارے میں ہے کہ رمضان میں اللہ تعالیٰ روز انسانوں کے بارے میں فیصلے کرتا ہے۔ روز رات کو فیصلے ہو رہے ہوتے ہیں کہ کیا ہونا ہے، کیا کرنا ہے کس کے ساتھ تو یہ رمضان کا مہینہ اسی لئے ہے کہ ہم انسان کی حیثیت سے اپنے آپ کا تعارف

حاصل کریں، اپنی معرفت حاصل کریں جسکو علامہ اقبال نے کہا کہ اپنی خودی میں ڈوبیں، اپنی خودی میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی۔ تو اپنی خودی میں ڈوبیں اور اپنے آپ کو، اپنے من میں ڈوب کر اپنی اصل کو پہچاننے کی کوشش کریں۔

68) اللہ تعالی یہ بتاتا ہے کہ اس انسان کے ظاہر تخلیقی میں جو ایک چیز ہے وہ اسکی روح ہے اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میننے اس میں روح ڈالی ہے اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میننے اس میں اپنی روح مقام ہے، ہمارا جو اعلی سے اعلی ہونے، خوب سے خوب تر ہونے، احسن سے احسن ہونے، جمال سے جمال ترین ہونے، اسکا جو معیار ہے اسکی جو انتہا ہے وہ کوئی نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ نے اپنی روح ڈالی ہے۔ ہم فرشتوں سے بہتر ہو گئے ہیں۔ جبھی اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اشرف المخلوقات، تو یہ انسان کی ایک انتہا ہے۔

69) قرآن وہی کتاب ہے جو ایک ایسا راستہ بتاتی ہے جو سیدھا بھی ہے، ایک ایسا راستہ بتاتی ہے جو سچا بھی ہے، ایک راستہ بتاتی ہے کہ جس میں ہر مسئلے کا حل بھی ہے، ایک ایسا راستہ بتاتی ہے کہ جس کے اندر بلآخر فلاح بھی ہے، کامیابی بھی ہے اور ایک ایسا راستہ بتاتی ہے جس میں پھر کوئی غم نہیں ہے، کوئی نقصان نہیں ہے، کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہے، ایسا سودا دیتی ہے ایک ایسی بارگین Bargainہمارے سامنے لے کر آتی ہے کہ جس میں ہم اپنی یہ زندگی اللہ کے حوالے کر دیتے ہیں اور ایک

دوسری زندگی جو ہماری منتظر ہے اس کو ہم پا لیتے ہیں اور اس کے قریب سے قریب ہوتے چلے جاتے ہیں -

70) اللہ تعالی نے انسان کا مقام یہ دنیا نہیں رکھا، اللہ نے انسان کا مقام، جو بڑی کامیابی ہے وہ اپنی رضا کی صورت میں رکھی ہے اور یہ رضا اس کا ایک انعام ہے اور اس انعام کو وہ جنت کی صورت میں ہمیں دیتا ہے۔ ایک ایسا مقام ہے کہ جہاں پر انسان اللہ سے قریب ہوتا ہے، جہاں انسان اللہ کا دیدار کر سکتا ہے، ایک ایسا مقام جہاں انسان اللہ کا مہمان ہے، اس کی میزبانی ہے، ایک ایسا مقام جہاں انسان وہ انسان ہے کہ اللہ جس سے راضی ہے اور جو اللہ سے راضی ہے تو وہ مقام ہے - انسان کا بالآخر جو حتمی مقام ہے، جو آخری مقام ہے، جو کامیابی کا مقام ہے۔

71) اللہ تعالی نے یہ بھی کہا ہے کہ جو بچ جائے دے دو، جو تمہاری ضرورت سے زیادہ نکل آیا ہے، جو تمہارے پاس خرچ ہونے سے رہ گیا ہے، تمھیں اللہ نے مال دیا جو تم خرچ کرسکے تم نے خرچ کر دیا اب جو رہ گیا ہے وہ دے دو۔ تو یہ بھی اللہ نے ایک معیار دیا ہے ایک مقام دیا ہے کہ جو بچ جائے دے دو۔ اللہ اور دے گا۔ یہ اللہ اس لئے نہیں دے رہا کہ ضائع کردو اس سے محروم ہو جواس کو دے دو۔ اللہ کہتا ہے جو تم دیتے ہو میں اس کا 7 گنا تمھیں واپس کرتا ہوں۔ وہ پلٹ کر آتا ہے۔ تو اللہ تعالی یہی چاہتا ہے کہ تم خیر رازقین کے ساتھ یہ سودا کرلو، جو آیا جو خرچ کیا ، جو بچ گیا وہ دے دیا اور وہ دوبارہ آ گیا، پھر اور خرچ کیا اور آگیا ہے، اور خرچ کیا اور آگیا

ہے، تو یہ ایک عبادت ہے جو ہر ایک کے اوپر ہے۔ آپ جتنا چاہیں خرچ کریں جیسے چاہیں کریں۔

72) رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی حدیث ہےکہ جس نے رمضان کو پایا اور ایمان و احتساب سے اس کو گزارا، یعنی اسکا ایمان بڑھتا رہا، اپنا جائزہ لیتا رہا، ایک تزکیے کے اور اصلاح کے عمل سے گزرتا رہا تو اس نے دوزخ کی آگ سے نجات حاصل کرلی اور یہ ایک بہت بڑا وعدہ ہے۔ اس سے بڑی اور کیا چیز ہے کہ جس کی ہمیں ضرورت ہو سکتی ہے

73) اللہ تعالی نے لیلۃالقدر رکھی ہے آخری عشرے میں۔ اللہ تعالی نے ایک ایسی نعمت اس میں رکھ دی ہے کہ جس میں ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے، چوراسی سال پچاسی سال کی آپ کی عبادات اس ایک رات میں ہم پلا ہو گئی ہیں۔ تو یہ بھی ایک نعمت اس لیے ہے کہ اگر تمہاری زندگی خراب بھی ہو تو تم اس ایک رات میں اس زندگی سے84 گنا زیادہ کام کر لو۔ لیکن وہ رمضان کا آخری عشرہ بھی آتا ہے اور طاق راتیں بھی آتی ہیں لیکن کم ہی ہیں جو اس میں دھیان دیتے ہیں اور کم ہی ہیں جو اس میں اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں۔

74) رمضان کے روزے ایک بہت آسان ہلکی عبادت ہے بمقابلہ ان فائدوں کے کہ جو اللہ نے اس میں رکھے ہیں اور ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اس رمضان میں اپنے آپ کو ریوایو (Revive)کر لیں، اس رمضان میں اپنے آپ کو ایک نئے سرے سے تخلیق کر لیں،

اپنی ایک نئی ترتیب ایک نئی تشکیل اور اپنا ایک نیا منصوبہ اس رمضان میں بنائیں جو پھر ساری زندگی کے لیے کافی ہو۔